علم

جناب مظہر سعید (علیگ) بہرائچی

علم حاصل کرو، دنیا میں کہیں پر بھی ملے / چین میں یا کہ یہ افریقہ کے جنگل میں کھِلے

علم کی حد ہے بہت مُلکِ سبا سے آگے / علم کی تیزی و رفتار ہوا سے آگے

جس کو جس وقت بھی چاہے یہ بلا سکتا ہے / تختِ بلقیس کو اک پَل میں منگا سکتا ہے

اپنے قدموں کو ہوا پر بھی جما دیتا ہے / اُنگلیوں پر درِ خیبر کو اُٹھا لیتا ہے

علم ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹ سکتا ہے / چاند اُنگلی کے اشارے سے بھی کٹ سکتا ہے

پیڑ، پودوں کا پرندوں کا کہا سنتا ہے / صاحبِ علم ہر اک شے کی صدا سنتا ہے

صاحب علم و کمالات سے کنکر بولے / سنگ ریزوں نے زباں کھول دی پتھر بولے

پھول سجدوں کے سر موج کھِلا دیتا ہے / سطحِ دریا کو مُصلّیٰ ابھی بنا دیتا ہے

شیر قالین سے باہر بھی نکل آتا ہے / جادو، منتر کو یہ ساحر کو نگل جاتا ہے

ابنِ اکثم کو سر بزم پشیماں کردے / علم کامل ہو تو دشمن کو پریشاں کردے

علم اک آن میں پڑھ لیتا ہے خالق کی کتاب / اتنی جلدی کہ فقط پاؤں میں آ جائے رکاب

جُنبش نوکِ قلم نہج بلاغہ ہوجائے / صاحب علم دعا مانگے صحیفہ ہوجائے

ابن عباس سے باتوں میں سویرا کردے / علم قطرے کو جو پھیلائے تو دریا کردے

علم پتھر میں بھی کیڑے کو غذا دیتا ہے / بند، شیشی میں بھی چیونٹی کو کھلا دیتا ہے

نسل کافر میں بھی مومن کا پتہ رکھتا ہے / زد پہ آئے ہوئے دشمن کو بچا رکھتا ہے

بے خطر حملۂ بے دین میں پڑھتا ہے نماز / تیر کی چھاؤں میں صفین میں پڑھتا ہے نماز

علم کردارِ علیؑ، پیروِ معبود ہے علم / دونوں عالم کا اک انسان میں موجود ہے علم

علم قرآن ہے سمٹے تو وہ نقطہ ہوجائے / شکل حیدرؑ کی جو اپنا لے تو مولاؑ ہوجائے

چاند کے پار ستاروں پہ نظر رکھتا ہے / آسمانوں کے بھی رستوں کی خبر رکھتا ہے

جس کی نظروں میں ہر اک چیز ہُویدا کردے / کیوں نہ پھر بڑھ کے سلونی کا وہ دعویٰ کردے

دہر میں علم و کمالات کا دفتر ہیں علیؑ / علم کا شہر محمدؐ ہیں تو پھر در ہیں علیؑ

سر درِ علم پہ پیاسے کو جھکانا ہوگا / خود کنواں چل کے نہیں آئے گا، جانا ہوگا

جو درِ علم پہ پہنچے وہی سیراب ہوئے / خاک کے ذرّے بھی خورشید جہاں تاب ہوئے

علم حیدرؑ کے دوانوں کے ہی کشکول میں ہے / بوذرؓ و میثمؓ و سلمانؓ میں بہلولؒ میں ہے

معرکہ آرا ہے باطل سے حسینی بن کر / علم اُبھرا ہے زمانے میں خمینیؒ بن کر

منتظر علم کے افلاک کا روشن تارا / جس نے ہے وقت کے بوجہل کو جوتا مارا

علم حاصل تو کرو، علم کا سودا نہ کرو — خود کو رُشدی کی طرح دہر میں رُسوا نہ کرو

علم کا بیجا تصرف ہے تباہی کا سبب — 'ہیروشیما' پہ اسی شوق نے ڈھایا تھا غضب

علم مظلوموں پہ تلوار نہیں کرتا ہے — بے گناہوں پہ کبھی وار نہیں کرتا ہے

علم صادق کبھی غدار نہیں ہوسکتا — شرپسندوں کا طرفدار نہیں ہوسکتا

کربلا کے لئے شبیرؑ کو تیار کیا — علم نے بیعت فاسق سے ہے انکار کیا

علم سجادؑ کی تقریر بھی بن جاتا ہے — خطبۂ زینب دلگیر بھی بن جاتا ہے

تخت سے تاج سے حاکم سے نہیں ڈرتا ہے — علم بے باک ہے ظالم سے نہیں ڈرتا ہے

علم خطبات سے دَربار اُلٹ دیتا ہے — ظلم اور جور کی سرکار اُلٹ دیتا ہے

بخش دیتا ہے یہ سرمایۂ عزم و ہمت — علم سے بڑھ کے اے مظہرؔ نہیں کوئی دولت

علم حاصل کرو دنیا میں کہیں پر بھی ملے — چین میں یا کہ یہ افریقہ کے جنگل میں کھِلے

✡✡✡

بقیہ۔۔۔مرثیہ درحال سیدالشہداء

[۲۴۵/۰] (۲۵۹)

غم ہے کہ منھ نہ اشکوں سے دھوئے ہزار حیف
دامن نہ آنسوؤں سے بھگوئے ہزار حیف
ایسے دنوں میں چین سے سوئے ہزار حیف
جی بھر کے چار دن بھی نہ روئے ہزار حیف
روئیں نہ کس طرح کہ کلیجے فگار ہیں
آقا غلام تجھ سے ترے شرمسار ہیں

[۲۴۶/۰] (۲۶۰)

ہے ہے جہان سے سرورِ والا کا کوچ ہے
ہے وقت عصر بیکس و تنہا کا کوچ ہے
سب خاک اُڑاؤ دلبر زہرا کا کوچ ہے
مہمانِ کربلائے معلّیٰ کا کوچ ہے
روزِ وداع ابن شہ قلعہ گیر ہے
جان اپنی رو کے دے دو کہ مجلس اخیر ہے

[۲۴۷/۱۴۷] (۲۶۱)

ہے ہے قتیل وکشتۂ خنجر ہوئے حسینؑ[1]
افسوس آبِ تیغ سے لب تر ہوئے حسینؑ
گلگوں قبائے عرصۂ محشر ہوئے حسینؑ
زینبؑ اسیر ہوگئیں بے سر ہوئے حسینؑ
کیا لکھوں حال اس کے تن پاش پاش کا
سر نے بھی ساتھ چھوڑ دیا جس کی لاش کا

[۲۴۸/۰] (۲۶۲)

ہے ہے ذبیح خنجر کیں تشنہ لب حسینؑ
ہے ہے امامِ سید عالی نسب حسینؑ
احمد کی جان ابن امیر عرب حسینؑ
دنیا میں کیا رہا نہ رہے آپ جب حسینؑ
گھر لُٹ گیا رسولِؐ فلک احتشام کا
ماتم کرو حسین علیہ السلام کا

[۲۴۹/۰] (۲۶۳)

ماہرؔ خموش سینے میں ہے پائمال دل
زحمت سے اہل بزم کی میں خود ہوا خجل
دل کثرتِ گناہ و خطا سے ہے مضمحل
کر حق سے ہاتھ اٹھا کے یہی عرض متصل
تربت میں دیدِ روے جنابِ امیرؑ ہو
مشکل کے وقت دستِ خدا دستگیر ہو

(تمام شد ۲۴ ربیع الثانی ۷ ۱۳۳ھ)

✡✡✡

---

(۱) ماہرؔ (یہ مطبوعہ نسخہ کا آخری بند یعنی مقطع ہے)